"حرا دا چانن"

اکادمی ادبیات پاکستان اسلام آباد میں محمد شریف انجم کی منظوم پنجابی سیرت طیبہ کی کتاب "حرا دا چانن" کی تقریب رونمائی مؤرخہ 17 نومبر 2000ء میں پڑھا گیا

ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر، اسلام آباد

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وانک لعلی خلق عظیم

مولای صل وسلم دائما ابدا

علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

صدر گرامی قدر۔

مؤلف کتاب شرف تقریب۔

حاضرین محترم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

فرمایا ربّ کریم نے اپنی کتاب عظیم میں ''جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ اس پیغمبر آخرالزمان کو اسی طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو۔

یہ سابقہ کتب ساویہ اور صحف الٰہیہ کے علماء کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کی خبر ہے جس سے حبیب کبریا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ان کتابوں میں مذکور تفصیلات کا اندازہ ہوتا ہے اور یہ کہ آمد رسول سے قبل ہی ذکر رسول کتنا بلند وبالا تھا۔ ورفعنا لک ذکرک۔

مگر صاحبو! ذکر رسول ذکر محض نہیں بلکہ مقصود رفع ذکر سے بیان اسوۂ رسول ہے جو دعائے خلیل کے حسن قبول اور بعثت رسول کے بعد واحد ذریعۂ فلاح و نجاح اور وسیلہ نجات اخروی ہے۔

امام المرسلین کی تشریف آوری سے اب تک ہر صاحب قلم وبیان ذکر حبیب میں رطب اللسان ہے کہ ورفعنا لک ذکرک۔ کی یہی شان ہے۔

دنیا کی کوئی زبان کوئی مکان اور کوئی زمان ذکر رسول سے خالی نہیں تو پنجاب کے وفا شعار سیرت نگار اور نعت گو شاعر اپنی زندہ اور تابندہ بولی کو اس سراپا حسن و جمال کے ذکر سے کیونکر محروم رہنے دیتے چنانچہ سب نے سیرت نبوی کے سدا گل میں اپنے اپنے گلدستے سجائے جن کا احاطہ برادر گرامی پروفیسر محمد سعید عابد صاحب نے مقدمہ کتاب میں حسب امکان کرنے کی کوشش کی ہے۔

اب کے موسم گل وگلزار میں خوش بخت مصنف اور خوش نوا شاعر ''شریف انجم قصوری'' بھی اپنا گلدستہ سیرت رسول بعنوان ''حراء دا چانن'' ہاتھ میں تھامے چمنستان نبوت میں سند حب رسول لینے آموجود ہوئے ہیں۔

گر قبول افتد زہے عزّوشرف۔

پوری کتاب مرقّع حسن بیان ہے کہیں غیرت و شدت ہے، کہیں محبت والفت ہے، غضب کی روانی ہے اور بلا کی جولانی، واقعات سیرت کی عکس بندی ہے، معرکۂ حق وباطل پر رواں تبصرہ ہے، بدروحنین کی رزمیہ شاعری ہے، ہجرت وفتح مبین کی حیرت انگیز کہانی ہے الغرض ذکر محبوب جہاں کا ہے اور اس پر مستزاد شاعر کی جادو بیانی ہے۔

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

مگر شریف انجم کی جس ادائے دل نواز نے میری میز کو اس کتاب لاجواب سے زینت بخشی وہ ہے موصوف کا، فرق مراتب کے ساتھ حد ادب کو ملحوظ رکھنے والے اس طائفہ منصورہ اور گروہ مقدس سے قلبی وقلمی تعلق، جو رسالت مآب کے در فیض تک پہنچ کر وارفتگی وشیفتگی کے باوجود ہوش وحواس سے بیگانہ نہیں ہوتے قدرت کلام اور ندرت بیان کے باوصف بے لگام نہیں ہوتے۔

با خدا دیوانہ باش وبا محمد ہوشیار۔

بلکہ بے خودی میں بھی انہیں پاس ادب یار اور انداز گفتار رہتا ہے۔

کتاب وسنت سے وابستگی کی برکت سے انہیں جو دل ودماغ کی ہم نظری اور ہم سفری میسر ہے اسکی بدولت وہ جادۂ حق اور صراط مستقیم سے بھٹکتے نہیں، ذکر رحمۃ للعالمین میں وہ نفس گم کردہ تو نظر آتے ہیں۔ مگر توفیق رب العالمین سے چشم بینا، گوش شنوا، دل آگاہ اور عقل بیدار بھی رکھتے ہیں۔ توحید رب رحیم اور اتباع رسول کریم میں یہ احتیاط اور رکھ رکھاؤ انہیں مدحت حبیب میں بے آہنگ نہیں ہونے دیتی اور یہ بڑے نصیبے اور سعادت کی بات ہے، ورنہ اکثر نعت گو اور سیرت نگار فرط عقیدت سے جذبات کے دھارے میں بہہ کر غلو کا شکار ہوجاتے ہیں۔ پھر رحمۃ للعالمین اور رب العالمین کے درمیان فہم وادراک سے ماوراء کائناتی فاصلوں کو خلط ملط کرکے خالق ومخلوق کے مابین فرق مراتب سے غفلت کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں جو سراسر الحاد وزندقہ ہے جو ثواب وسعادت کی بجائے مورد طعن وملامت اور موجب عقاب وعتاب ہے یہود نصاریٰ کی یہی خوئے بدتھی جس سے رسالت مآب ختم المرسلین نے امت مرحومہ کو سختی سے منع فرمایا۔

کامیاب اور بامقصد سیرت نگاری اور نعتیہ شاعری وہی جو مقصدیت کے ساتھ ساتھ تاریخی و واقعاتی حقائق پر مبنی ہوا ور بحور وقوافی کے اصولوں کی

پیروی کرتے ہوئے فن کے اعلیٰ معیار پر بھی پوری اترے، جس میں فنی اور شعری صداقت بھی ہو، جودت، خیال اور حسن اظہار بھی اور کمال حزم واحتیاط بھی۔

شریف انجم نے جس طرح تفصیلات و جزئیات کے ساتھ ''اسوہ حسنہ'' کی تصویر کشی کی اور حیات طیبہ کا نقشہ کھینچا اور سیرت نبویہ کو نظم کیا ہے وہ انہی کا حصہ ہے، ہمارے اس شاعر خوشنوا نے اپنی برجستگی، تازہ کاری اور جدت طرازی سے اپنے مدعا کو بڑا واضح اور اسلوب کو بہت اثر انگیز، رواں دواں اور جاذب وتشبیب بنادیا ہے جوانکی سرشاری وسرمستی کے ساتھ قادر الکلامی اور شعری استعداد کا مستند وثیقہ بن گیا ہے۔ سوانح نبوی کے تاریخی بیان کو جس طلاقت وترنم سے پیش کیا اور اس میں حسب حال زیروبم کا بھی خیال رکھا ہے اس سے ''حرادے جانن'' کا لطف دوبالا اور مزہ دوچند ہوگیا ہے حق یہ ہے کہ چڑیوں اور فاختاؤں کا ترجمان کلرکوں اور مزدوروں کا ہمدرد وہم زبان شاعر شریف انجم در نبوت پر باریاب ہوا اور دربار رسالت میں نغمہ سرا ہوا ہے تو انجم سے انجم تاباں اور قصوری سے حضوری ہوگیا ہے۔

یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جا ہے۔

در نبوت پہ حاضری دینے والا دربار الٰہی سے کبھی تہی دست اور خالی دامن نہیں لوٹتا جو بھی آیا اس نے حظ فراواں پایا۔

ابوبکر آئے ابن ابی قحافہ سے صدیق اکبر ہوگئے

عمر بن خطاب آئے تو فاروق اعظم کے خطاب سے سرفراز ہوئے۔

عثمان بن عفان پہنچے تو ذوالنورین کے نورانی لقب سے ممتاز ہوئے۔

علی بن ابی طالب دامن مصطفیٰ ومجتبیٰ سے وابستہ ہوئے تو ملقب بمرتضیٰ ہوگئے۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہم

اللہ کرے ہمارا ممدوح قدرت کلام اور صحت عقیدہ سے واقعات سیرت کو نظم کرکے اور نظم کو کمال عقیدت سے شعر کا پیرایہ دیکر دربار الٰہی سے اخلاص و للّٰہیت کی دولت سمیٹے اور حب رسول کی سند پائے اور حسان بن ثابت کے اس قبیلہ الفت ومحبت اور خانوادہ شعروسخن میں شامل ہوجائے۔ جسے خیر الوریٰ علیہ التحیہ والتسلیم نے یوں دعا دی تھی

اللھم ایدہ بروح القدس

بقیہ: ظلم کی شناخت

کرنے کی اجازت۔ اس کا صریح حکم ہے کہ ظالموں (مسرفین) کی اطاعت نہ کرو۔ (الشعراء 151)

ظلم کے خلاف یہ نظام کتنا سخت ہے اسے جاننے کیلئے قتل نفس کے سلسلے میں قرآن کا یہ فلسفہ ہی کافی ہوجانا چاہیے جس کے مطابق، ایک انسان کا قتل کرنے والے کی حیثیت ساری انسانیت کے قاتل کی ہے اور ایک انسان کو قتل سے بچانے والے کی حیثیت ساری انسانیت کے محافظ کی ہے۔ (سورہ المائدہ 32) اسی طرح قتل سے متعلق اسلام کے قانون دیت وقصاص میں جتنی سختی وشدت ہے اور وہ جس انداز سے قتل کے مجرم کے خلاف پورے سماج کو بیدار کرتا ہے وہ بھی اس کی ظلم شکن فطرت کی ایک واضح شہادت ہے۔ یہاں تو جابر وظالم حکمرانوں کے خلاف کلمہ حق کہنے کو جہاد مقدس قرار دیا گیا ہے۔ کسی ملک میں یہ روشن ہدایات اور ان ہدایات کے ماننے والوں کے ہوتے ہوئے بھی ظلم کا اپنی ہر شکل میں موجود رہنا اور اسکی عملی مزاحمت ومقابلہ کیلئے لوگوں کا صف بستہ نہ ہونا، اس دور کا ایک بڑا سانحہ ہے۔

آج اس پیغام کو عام کرنے کی ضرورت ہے کہ ظلم سے نجات کا یہ وہ حل ہے جس کو اپنا کر ہم ہر ظلم و جبر کے نظام تلے کراہتے ہوئے لوگوں، ظالم وجابر افراد کے خنجر سے زخمی انسانوں اور درد سے بلبلاتی ہوئی انسانیت کی مدد کرسکتے ہیں ورنہ عجب نہیں کہ ظلم کا موجودہ طوفان کسی وقت ہمیں بھی اپنی لپیٹ میں لے لے۔ قرآن ہمیں آگاہ کرتا ہے۔

''اس عذاب سے بچو جو صرف انہی لوگوں تک نہیں پہنچے گا جو تم میں سے ظلم کرنے والے ہیں۔ (انفال: 25)

حدیث نبوی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے روزہ رکھا اس کے تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔

بقیہ: اسلام سچائیوں کا مذہب ہے

مسلمان بہنیں مجھ سے بڑی گرم جوشی سے ملیں اور میرے ساتھ ان کا سلوک نہایت مشفقانہ تھا۔ میری فیملی ایک خشک مزاج تھی اور اس میں اس طرح کی کوئی پرجوش محبت نہ تھی۔ محبت کرنے والی بہنوں نے مجھے گھیر لیا تھا۔ وہ مجھے اسلام سکھانے اور نئی زندگی میں میری ہر طرح کی مدد کرنے کیلئے بے تاب تھیں۔ پورا رمضان میں مسجد جاتی رہی اور ایک دن کیلئے بھی میں نے ناغہ نہ کیا۔ اگرچہ میں مسلم بہنوں کے ساتھ نماز میں شریک نہ ہوتی مگر ان کی عبادت کے نظارے سے استفادہ کرتی رہی۔ میرے لئے اسلام سیکھنے کا یہ ایک تجربہ تھا۔ اور اس کیلئے میں ہمیشہ شکر گزار رہوں گی۔

اگلے دو سالوں کے دوران میں نے اسلام کو سیکھنا جاری رکھا۔ میں نے سیکھ لیا کہ ایک مسلمان بننے کیلئے ایک سچے اللہ پر، اس کے تمام پیغمبروں پر بشمول اس کے آخری رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر، اس کی مقدس کتابوں پر، فرشتوں پر، یوم حشر اور یوم حساب پر ایمان لانا ضروری ہے، یہ ۴ جولائی ۱۹۹۹ء کا دن تھا جب میں نے اسلام قبول کرلیا۔ میں اس دن کیلئے اللہ تعالیٰ کی شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے دین حق قبول کرنے کی توفیق بخشی۔ ان تمام لوگوں کی بھی شکر گزار ہوں جن کی بدولت اسلام کی طرف راغب ہوئی میں اب بھی سیکھ رہی ہوں کیونکہ اسلام کو سیکھنا ایک طویل عمل ہے۔ ایسا دکھائی دیتا ہے کہ میں لمبے عرصے تک سیکھتی رہوں گی۔ اس سیکھنے کے عمل سے بھرپور لطف اندوز ہوتی ہوں، سیکھنے کے دوران اسلام میں میں ہر روز ایک نئی چیز پاتی ہوں۔ اور اگر میں نے سیکھنا بند کردیا تو میرا ارتقاء رک جائے گا۔ اور ایسا کسی کے ساتھ نہیں ہونا چاہیئے۔

اسلام سچائیوں کا مذہب ہے۔ میں نے نقاب پہننا شروع کردیا ہے اگرچہ اس کیلئے کچھ وقت لگا۔ شروع میں اس وقت پہنتی تھی جب میں مسجد جاتی تھی اور پھر آہستہ آہستہ یہ میرے لئے مانوس ہوتا گیا اور اب میں گھر سے باہر ہر وقت پہنتی ہوں۔